بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

سبحان الذی ... الی

# بدر

BADR — QADIAN

عام قیمت پیشگی للعہ

قادیان ضلع گورداسپور

امروز قوم من نشناسد مقام من

رجسٹرڈ نمبر ال ۲۸۸

روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

قیمت از معاونین صمہ

قادیان میں ۲ہ

جلد ۷

مورخہ ۹ ۔ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۹ ۔ جولائی ۱۹۰۸ء

قیمت از غربا و طلبا

غیر مذاہب

گورنمنٹ

نمبر ۲۷

افریقہ صمہ

فی پرچہ ۲ر

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا

ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی عنہ

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا




## ایڈیٹوریل

(ماخوذ از کلام خلیفۃ الامام)

اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کے لئے مفصلہ ذیل باتوں کی ضرورت ہے (۱) فاصبر ۔ یعنی استقلال و استقامت و بردباری و جفاکشی سے کام لو (۲) واستغفر لذنبک ۔ اپنی کمزوریوں کے لئے جناب الٰہی سے حفاظت طلب کرتے رہنا (۳) وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار ۔ صبح و شام تسبیح و تحمید میں مشغول رہنا (۴) فاستعذ باللہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے استعاذہ جناب باری سے کرتے رہنا (۵) ادعونی استجب لکم ہر وقت دعا میں مشغول رہنا۔

---

افعال کا حسن ۔ ایک تو تجربہ صحیحہ و عقل سلیمہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ دوم ۔ اللہ جل شانہ خود فرمائے کہ یہ نیک کام ہے ۔ پس ہدیٰ تو وہ ہدایتیں جن پر فہم و ادراک نہیں چل سکتا اور ذکری وہ جسے انسان نیک تو سمجھتا ہے مگر رسم یا غفلت یا کسی اور وجہ سے بھول گیا یا چھوڑ چکا ہو

---

اللہ تعالیٰ نے پہلے رکوع میں تین باتیں بتائی ہیں ۔ یہ کتاب ۔ کتاب العیب ہے (۲) اس میں کوئی شک اور ہلاکت کی راہ نہیں (۳) دنیا کے سب متقیوں کے لئے (خواہ کس مذہب کے ہوں) آئندہ ترقیات کے لئے پوری ہدایت ہے ۔ اتقار کا ادنےٰ درجہ یہ ہے (۱) غیب پر ایمان لانا (۲) ... سے کام لیتے رہنا (۳) مخلوق سے ہمدردی خدا کے دئے میں سے انہیں بھی دینا ۔ پھر اس سے دوسرا درجہ ۔ (۱) اس بات پر ایمان لانا کہ رسول اکرم صلعم پر اللہ کی تمام رضامندی کی راہیں کھل گئیں (۲) ہمیشہ اس صفت آلٰہی پر ایمان رکھنا

کہ وہ ایسے آدمی مبعوث کرتا رہا ہے جنہیں اپنی رضا کی راہیں بتلائیں (۳) آئیندہ بھی ایک گھڑی آنے والی ہے جس میں ایک شخص پر اللہ کی رضا ظاہر ہو پہلے تو ہدایت ان کے لئے ہوتی ہے پھر وہ ہدایت پر سوار ہو جاتے ہیں۔

---

بس انجام ان لوگوں کا یہ ہے کہ مظفر و منصور ہوتے ہیں آخرت کے متعلق ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ فلاح پائیں گے مگر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ سچے متقی کا نشان یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں بھی مظفر و منصور ہو۔

### پھر

ان لوگوں کا حال بتایا ہے جنہوں نے خطرناک راہیں اختیار کی ہیں ایک وہ جو حق بات کو سننا ہی نہیں چاہتے ۔ دوم وہ جو سن تو لیتے ہیں مگر انذار و عدم انذار کو برابر سمجھتے ہیں ۔ سوم وہ جو اس رسول کے پیرووں کی حالت پر غور نہیں کرتے کہ اب کیا سے کیا ہو گئے کیونکہ ہر شخص اپنے گاؤں کے نیک و بد کا جانتا ہے ۔ اس عدم توجہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا ہے۔

---

## خلیفۃ المسیح کی بیعت واجب ہے

کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب ہم حضرت میرزا غلام احمد صلعم کو مسیح موعود و مہدی مسعود مانتے ہیں تو اب علامہ نور الدین کی بیعت کی کیا ضرورت ہے ۔ یاد رکھو کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس میں وحدت نہ ہو اور وحدت بغیر اس کے ناممکن ہے جب تک ایک بزرگ کے تحت میں ہو کر کل کام نہ کئے جائیں جو بھیڑ ریوڑ سے یہ سمجھ کر جدا ہوتی ہے ۔ کہ ساتھ رہنے میں قید کیوں پھروں تو وہ ایک دن بھیڑیئے کے قابو میں آ جاتی ہے ۔ جو شاخ اپنی تئیں ہری سمجھ کر جڑ سے تعلق رکھنا ضروری نہ سمجھے وہ آخر سوکھیگی۔

ہر شخص اپنی ذات کے لئے خود ذمہ وار ہے پس کسی انجمن کے سکرٹری یا کسی جگہ کی جماعت کے امام کا بیعت کر لینا سب کے لئے کافی نہیں ہو سکتا ہر ایک کو بیعت کیلئے خط لکھنا چاہئیے تا وہ اس فیض


کاتبہ عاجز محمد حسین عفی اللہ عنہ

سے حصہ لے ۔ ید اللہ علی الجماعت مین مرکزین



اس صلح کے پیغام (جو امن کے شاہزادہ

## پیغام صلح

نے تمام قومون کو دیا) اشاعت کی تجاویز ہو
رہی ہین خواجہ کمال الدین صاحب اسے پانچ دس ہزار چھپوانا
چاہتے ہین۔ محمدی مفتی محمد صادق صاحب نے ۔۔ اپنے
سفر مین اسے پھیلایا۔ ساتن دہرمی اسے قبول کرنے کے
لئے تیار ہین وہ آریہ اس کی مخالفت کر رہے ہین کیا وہ
نہین چاہتے کہ ملک مین آشتی کا دور دورہ ہو ۔ السوسائٹی
کی بنیاد بہی رکہی جانیوالی ہے مگر معاہدہ کیوقت یہ خیال ضروری
ہے کہ احمدی قوم چونکہ ایک ایسے لیڈر کے ماتحت ہے جس
کے حکم کے ایک ایک لفظ کی تعمیل ان کا کام ہے اسلئے
یہ نہین ہوسکتا کہ ایک دو سو ہندو اٹھے اور ہم ان سے یہ عہد
کرلین کیونکہ ایک طرف تین چار لاکھ جماعت اور دوسری
طرف معدودے چند ۔ یہ ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ کم ازکم
دس ہزار معزز ہندوؤن کے دستخط ہونے چاہئین ۔ پیغام صلح
کے اخیر مین جو نوٹ ہین جہان تک میرا خیال ہے ۔ اور
اہل بیت نبوت سے معلوم ہوا وہ اس لیکچر کے لئے نوٹ
نہ تہے بلکہ علیحدہ ایک اور کتاب کیلئے تہے اسکا اعلان اس
لئے ضروری ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے آپکا لیکچر ناتمام رہ گیا۔

اِس ہفتہ کے آئے ہوئے دو چار

## سرسری نظر

رسالے اور ایک دو اخبار میری زیر نظر
ہین۔ مین حیران ہون کہ ان لوگون کو کیا ہوگیا شدت مخالفت
مین ایک سرے سے ہی انصاف کے ساتھ لکھنا قسم ہوگیا
[illegible] ہے نیز وعجیب ٹپکتا ہے ۔ فقرے فقرے
مین تعصب ہویدا ہے ۔ پیرے پیرے مین بدنیتی اور
منافقانہ پالیسی کا اظہار ہے اللہ رحم کرے ان کے حال
پر ۔ کاش انہین معلوم ہوتا کہ آغائے نامدار احمد مختار فدا
ہ ابی و امی فرما چکے ہین مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے
مسلم کو ضرر نہ پہونچے ۔ آہ یہ مسلمان خدا جانے کس دنیا
کے رہنے والے ہین کہ ان سے ہم ۔۔۔ کہ ایسے
جو زہریلے سانپون اور پہاڑ کھانے والے درندون سے
اگر بچتے تو چندان گلہ نہ تہا ۔
المحمدو ماہ مئی مین ایک ایسا گندہ نوٹ نکلا کہ بعض
غیر احمدی احباب نے خط بہیجے کہ آپ مقدمہ کیون نہین چلاتے
مگر ہم نے یہی جواب دیا کہ ہم فاصبر علی ما یقولون
پر عمل کر رہے ہین ۔ جون کا نمبر پہر اسی رنگ مین نکلا ہے
" تازیانہ نقشبندی کی دہمکی جسے دیگئی تہی ۔ وہ تو اب

تک ۔ باطل کا سر کچلنے کے لئے خدا کے فضل سے انہی خیالات
کے ساتہہ زندہ موجود ہے ۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ تازیانہ اپنا
کام کر چکا ۔ فاصنع ماشئت شاید سمجھو قسم مواقع کے لئے ہی
درخت اپنے پہل سے پہچانا جاتا ہے جماعت علی شاہ
کا تقدس و تطہر ان کے مریدون کی تحریر سے ظاہر ہے
ہر شخص یہ مضمون پڑھ کر اس کا فیصلہ کر سکتا ہے لاہور مین رہ
کر لاہور کے ایک واقعہ کے متعلق جہوٹ ۔ کذب ۔ بہتان
افترا کی نجاست پر اس بے باکی کے ساتہہ منہ مارنا اس گروہ
کا کام نہین ہونا چاہئے جو اپنے تئین ایک واجب التعظیم مجدد
سے منسوب کرے ۔ کہنے والا تو خاکم تتار کو چہ آل محمد است
کہہ رہا ہے اور یہ اسے اہل بیت کی توہین کرنیوالا بتاتے
ہین کیا تمہارا اپنا مذہب نہین کہ ابو بکر و عمر ۔ امام حسین سے
افضل تہے پس جب یہ کہنا شک نہین تو مسیح موعود کی افضلیت
سے کیون توہین ہونے لگی اگر تم لوگون مین کچھ بہی تقوی ہے
تو دکہاؤ ۔ کہان لکہا ہے جب تک تمام اہل ارض مرزا کی
رسالت کا کلمہ نہ پڑہین ۔ گر آپ فوت نہ ہونگے پہر منہ کو
نجاست داڑہی کترنا اور جنازہ پر نجاست کا پہینکا جانا ایسے نہید
نہین بلکہ یہ سیاہ جہوٹ ہین کہ ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے
سوا کیا کہین اس رسالہ کا طرز تحریر ہمارے متعلق ایسا بازاری ہے
کہ مین اس کا ہرگز ذکر نہ کرتا مگر مجھے صرف یہ دکہانا تہا کہ ایک
ایک عظیم الشان فرقے کے اخلاق حمیدہ اور تقوی و تہذیب کا
یہ نمونہ ہے اور علم کا یہ حال کہ آپ جوتیون سمیت جنازہ پڑہے
جانے پر معترض ہین حالانکہ سچے مسلمانون کا یہ عام معمول ہے
احادیث سے آنحضرت صلعم کا مع صحابہ کرام نماز پڑہنا ثابت
ہے یہ ہندوئیت کی رگ ابہی گئی نہین ۔ جو چمڑے سے پرہیز
کرتے ہین ۔

اس کے بعد ضیاء الاسلام کا نمبر ہے بخدا مین یہ سننے
کیلئے ہرگز تیار نہ تہا جو کچھ اس مہربان نے سنایا ۔ علاوہ جو
ریویو آف ریلیجنز کے صفحے کے صفحے اپنے رسالے مین نقل کر
دئے اور جس سے رسالے کی رونق ریویو کے مضامین سے ہوا پہر یہ
امید ہوسکتی تہی کہ وہ احمدیون کو ایک سخت خطرناک فرقہ کہے ۔
ایک کاسہ لیس کے لئے نمک حرامی سے بڑہکر کوئی گناہ کبیرہ نہین
ہوسکتا اگر یہ فرقہ ایسا ہی خطرناک تہا تو آپنے یہ راہ و رسم کیون
رکہی تہی جوش تعصب مین عقل کچھ ایسی ماری گئی ہے کہ ایک
طرف لکہتا ہے مرزا اپنی پیشگوئیون کے مطابق مرنیوالے
نہ تہے دوسری طرف خود ہی الوصیۃ کا ذکر کرتا ہے پہر وطن
سے ایک گندہ مراسلت کی زجو کسی شریر نے کسی احمدی

کے نام سے چہپوادی ہے نقل کرتا ہے ابد دانیت سے کام نہین لیتا
ہم اعتراضون سے منع نہین کرتے وہ جی کہول کر کرین اور اپنے ترکش
مین کوئی تیر باقی نہ رکہین اور نتیجہ کے منتظر رہین ۔ مین تو صرف یہ کہتا ہون
کہ زبان بگڑی تو بگڑی تہی خبر لیجیے دہن بگڑا ایڈیٹر نمبر رسالہ شیعہ کا ہے ۔
ایڈیٹر صاحب نے جو کچھ لکہا ہے اس مین ہمارے متعلق تہذیب کے پہلو کو
نظر انداز نہین کیا مجہے افسوس ہے کہ آپکو ہمارے متعلق غلط معلومات
بہم پہونچائے گئے ہین ۔ حضرت امام مہدی آریون عیسائیون سے مناظرہ
کرنے تشریف نہین لے گئے تہے اور نہ آپ ہیضہ مین مبتلا ہوکر فوت
ہوئے اور نہ یہ صحیح ہے کہ آپ اپنی موت کی پیشگوئی نہین کرسکے ۔
صاحب من! الوصیۃ دو سال آپ پہلے شائع فرما چکے تہے ہان آپنے
یہ فقرہ جو لکہا کہ "بہت سے سنیون نے انکے مکان کو گہیر لیا اور فحش
کلمات کہنے لگے اور پہر یہ کہ یہ شقاوت یہ درندگی اور یہ مظالم
ایسے نہین جو اس حالتمین کسی مسلمان سے عمل مین آسکین" اس کا شکریہ
لیکن اس کے ساتہہ ہمارے مقتدا خلفاء راشدین کو جو کچھ آپ
کہہ گئے ہین وہ اس بیہودہ حرکت سے کم تکلیف دہ نہین ہوسکتا
حضرت ثلاثہ وہ ہین جن کے سچے اور متقی مسلمان ہونے پر خود
انکی خلافت نے گواہی دی یعنی خدا کے کلام نے اور پہر اس کے
کام نے ۔ پڑہو وعد اللہ الذین امنوا منکم اور پہر تیج البلاغۃ
دیکہو جو ان کی تعریفون سے پر ہے ان بزرگان ملت کے اسلام پر اور
اہل بیت کرام پر اتنے احسان ہین اگر آپ سچے محب ہین تو قیامت
تک ان کے شکریہ سے عہدہ برا نہین ہوسکتے آپ نے یہ بہی غلط لکہا ہے کہ
مرزا صاحب نے حکیم نور الدین کو اپنا جانشین نامزد کیا ۔ دراصل حضرت مسیح
موعود نے اپنے طرز عمل سے بتادیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اپنا
کوئی وصی نامزد نہ کیا تہا بلکہ اس معاملہ کو قوم کی کثرت رائے پر چہوڑ دیا
تہا پس آپ کا اس سے استدلال یا سنیون پر اعتراض بنا رغلط بر غلط ہے
دکیل کے مضمون کا جواب تو کسی دقت علیحدہ عرض ہوگا فی الحال
نظیر حسین سخا کے متعلق مجہے کچھ کہنا ہے آپ بدر کی اس توجیہ پر کہ
حضرت مسیح موعود ہلاک نہین ہوئے بلکہ زندہ ہین رقمطراز ہین کہ موت کے
یہ معنی کسی لغت ڈکشنری و انسکلو پیڈیا مین نہین کاش سخا صاحب
جہان تالک کیطرف توجہ دکہاتے ہین قرآن مجید کی آیات پر کچھ نظر
کرتے صاف لکہا ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

بل احیاء ولکن لا تشعرون

دیکھئے باوجود اس کے کہ موت جسم و جان کے افتراق کا نام ہے اور شہیدون
پر یہ حالت طاری ہوئی ۔ پہر بہی انہین زندہ کہنے کا حکم ہے حضرت
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق پس اس ایک ہی آیۃ نے آپکے
چار دن سوالون کو حل کردیا پہر یہ جواب ان جوابون کا ایک حصہ ہے جو کہ
اشتہار آخری فیصلہ کے بارہ مین دئے جاتے ہین کسی دلیل کے ایک

بسم اللہ الرحمن الرحیم



# "اہل وطن کو ایک خطاب"

لاہور کے جلسہ پیغام صلح کے بعد انجمن احمدیہ بھیرہ نے تجویز کیا تھا کہ پیغام صلح بھیرہ والوں کو بھی پڑھ کر سنایا جاوے حسن اتفاق سے ہمارے مکرم و معظم مفتی محمد صادق صاحب تشریف لے آئے مفتی صاحب موصوف عرصہ سے اہل وطن کو خطاب کرنا چاہتے تھے اور ایک لیکچر دینا چاہتے تھے یہ موقعہ بہت مناسب تھا اور زیادہ لطف یہ ہوا۔ کہ ۲۶۔ تاریخ جون کو جمعہ بھی تھا اور شہنشاہ معظم حضور ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ کا جنم دن بھی تھا ان سب مبارک تقریبوں کا جمع ہونا نہایت مبارک تھا۔ چنانچہ ۲۶۔ جون ۱۹۰۸ء بروز جمعہ شام کے ۶ بجے حکیم فضل الدین صاحب کی بیٹھک پر مفتی صاحب موصوف نے لکچر "اہل وطن کو ایک خطاب" پڑھا جس کے ضمن میں پیغام صلح بھی پڑھ کر سنایا گیا جلسہ میں شہر کے معزز ہندو مسلمان رؤسا مدعو کئے گئے تھے اکثر ان نے ان میں سے تشریف فرما کر جلسہ کی رونق افزائی فرمائی اور ہندو مسلمان پبلک نہایت تہذیب و متانت کے ساتھ ایک جلسہ میں جمع اور لکچر کو سنتے ہوئے نظر آتے تھے جو نہایت مسرت کا مقام تھا۔ جلسہ کے پریزیڈنٹ جناب دیوان گنپت رائے صاحب آنریری مجسٹریٹ بھیرہ قرار پائے جو شہر بھیرہ کے نہایت قابل اور منصف مزاج اور ہر دلعزیز رئیس ہیں سب سے پہلے مولوی محمد صدیق صاحب نے قرآن مجید کا ایک رکوع نہایت خوش الحانی سے پڑھا جو نہایت دلکش اور موثر تھا بعد از ان مفتی صاحب موصوف نے اپنا لکچر شروع کیا۔ لکچر نہایت قابلیت سے لکھا گیا تھا سب سے پہلے اہل وطن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار تھا پھر منہاج نبوت کا بیان تھا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونے کا ثبوت تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ۔ آپ کی وفات پر اعتراضات اور ان کے جوابات کا تذکرہ فرما کر "پیغام صلح" کو پڑھکر سنایا۔ بعد اس کے شہنشاہ معظم حضور ایڈورڈ ہفتم کے لئے نہایت خلوص سے دعا کی گئی اس دعا کیوقت حاضرین جلسہ نے ہاتھ اٹھائے اور اکثر ہندو معززین نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سب نے آمین کہی جو مذہبی مصالحت کے لئے ایک نیک فال تھی۔ مفصل لکچر اور دعا "بدر" میں چھپ جائیگی۔ مفتی صاحب کے بعد بھیرہ میونسپلٹی کے وائس پریذیڈنٹ بخشی رام لبھایا صاحب نے تقریر فرمائی جس میں بخشی صاحب موصوف نے پیغام صلح کی تائید کی اور اس صلح پر اظہار مسرت فرمایا اور شہنشاہ معظم کیلئے دعائیہ الفاظ فرمائے اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے خلیفہ ہونے پر بوجہ اپنے قدیمی تعلقات کے نہایت خوشی ظاہر فرمائی اس کے بعد آریہ سکول کے ماسٹر ہری رام صاحب نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے پیغام صلح کی تائید کی اور یہ فرمایا۔ کہ گائے کا نکتہ ایسا ہے کہ اگر احمدی لوگ گئے کا استعمال چھوڑ دیں۔ تو ہندو اور احمدیوں میں ہمیشہ کے لئے مصالحت ہو جائے اور سچا اتفاق پیدا ہو جائے پھر انہوں نے شہنشاہ معظم کے لئے دعائیہ الفاظ بھی فرمائے بعد ازان پریزیڈنٹ نے تقریر فرمائی جو نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی انہوں نے بڑے زور سے پیغام صلح کی تائید فرمائی۔ فرمایا کہ پہلے میں نے سنا تھا کہ پیغام صلح لاہور میں پڑھا گیا ہے اور اس کے مجمل حالات سے مجھے خبر دیگئی تھی۔ مگر آج جب میں نے اس پیغام کو سنا تو مجھے نہایت خوشی ہوئی اور اس کی معقولیت اور خوبی نے میرے دل خاص اثر کیا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوں اور مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کا ذریعہ اس سے بڑھکر اور کوئی نہیں ہو سکتا اور یہ کہنا کہ احمدی لوگ اگر گائے کا استعمال چھوڑ دیں تو دونوں قوموں میں صلح ہو جائے بالکل صحیح ہے مگر میں کہتا ہوں کہ احمدیوں نے تو یہ سب کچھ کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے اور وہ نہ صرف گئے کا استعمال چھوڑنے پر بلکہ ہر ایک شرط پر جو پیغام صلح میں پیش کی گئی ہے۔ خود عمل کرنے کو تیار ہیں اب جو دیر ہے وہ اہل ہنود کیطرف سے ہے چاہیئے کہ اہل ہنود بھی ان شرائط پر جو پیش کی گئی ہیں۔ عمل کرنا شروع کر دیں تا سچا اتفاق پیدا ہو جائے۔ اور حقیقی صلح پیدا ہو جائے اس کے بعد صاحب موصوف نے اپنے قدیمی تعلقات جو حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ سے صاحب موصوف کے ہیں ظاہر فرما کر حضرت مولانا کی خلافت پر اظہار مسرت فرمایا اور نہایت خوشی ظاہر کی اس کے بعد شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے جنم دن پر پیغام صلح کے پڑھے جانے کو نیک فال قرار دیکر اور شہنشاہ معظم کے لئے دعائیہ الفاظ فرما کر اپنی تقریر کو ختم فرمایا اس کے بعد مفتی صاحب نے اٹھ کر پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر کی تائید فرمائی۔ کہ احمدی لوگ ہر طرح آمادہ ہیں اب صرف دیر اگر کچھ ہے تو فریق ثانی کی طرف سے ہے مگر خوشی کی بات کہ لاہور میں ایسوسی ایشن قائم ہو گئی ہے جس میں معزز ہندو مسلمان شامل ہیں اور جو ان سب باتوں کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کریگی۔ و باللہ التوفیق۔ پس رؤسا میں سے جو صاحب چاہیں اس ایسوسی ایشن میں شامل ہو سکتے ہیں اس کے بعد با اجازت پریزیڈنٹ صاحب جلسہ برخاست کیا گیا

اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہاں محض اپنے فضل سے جلسہ کو نہایت کامیابی عطا فرمائی اور جلسہ کے مقصد میں امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی۔ لوگوں نے نہایت خوشی اور توجہ سے لکچر سنا۔ کسی قسم کا شور و شر نہ تھا۔ جلسہ میں خاموشی اور تہذیب کی حکومت تھی اور لکچر کا پبلک پر نہایت عمدہ اثر پڑا جب تک لکچر ختم نہ ہو لیا کوئی شخص لکچر سے جاتا نظر نہ آیا۔ اور پھر شہنشاہ معظم کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا مل کر دعا کرنا اور آمین کہنا مذہبی مصالحت کی عجیب مسرت خیز جھلک دکھاتا تھا اور نیز یہ ظاہر کرتا تھا کہ دونوں قوموں کو اپنے شہنشاہ سے سچی دلی محبت اور وفاداری ہے کہ ایک جگہ جمع ہو کر دونوں قومیں اپنے شہنشاہ کے لئے دعا کیواسطے ہاتھ اٹھاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور پھر شکر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ شکر کرنا ہمارا فرض ہے کہ وہ اپنے عاجز اور بیکس بندوں پر اپنے فضل و کرم کرتا اور اپنے فضل اور نصرتوں سے کامیابیاں عطا فرماتا ہے یہ سب کچھ اس کے پاک رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے سچے خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا طفیل ہے جس کا صلح کا پیغام بھیرہ کو سنایا گیا اور یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ مخالفین سلسلہ نے اس جلسہ میں طرح طرح کی روکیں ڈالنے کی کوششیں کیں اور مجلسیں بھی گرم ہوئیں اور بجائے قرآن کریم و حدیث شریف کا وعظ ہونے کے کفر نامے پڑھے گئے اور جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا اور صادق کامیاب ہو کر رہا ؎

کار و بار صادقان ہرگز نہ باشد ناتمام
صادقان را دست حق باشد نہان در آستین

اس لکچر کا اثر جو کچھ ہوا اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں لکچر کے دوسرے دن ایک ہندو وکیل صاحب سے ملاقات ہوئی جنہوں نے ایک عجیب و غریب تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہندوستان میں تین بڑے مذاہب ہیں۔ ہندو۔ مسلمان اور عیسائی۔ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اب یہ تینوں قومیں آپس میں صلح اور امن کے ساتھ زندگی بسر کریں اور تینوں قوموں کے درمیان مصالحت کرانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ تینوں قومیں ایک ایسے شخص کے جھنڈے کے تلے جمع ہوں جو تینوں قوموں کے لئے مقتدا ہو وہ ہندوں کے لئے کرشن ہو عیسائیوں کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہو اور ضروری ہے کہ وہ اللہ کا رسول بھی ہو تا کہ تینوں قوموں کے مقتداؤں کی عزت

اور من جانب اللہ ہونے کا ثبوت بھی وہی دنیا پر ظاہر ہو جائے اور پھر وہ خود خدا کیطرف سے مقرر کردہ مقتدا ہونیکی وجہ سے ہر ایک قوم کے لئے قابل قبول بھی ہو اور جہاں تینوں قومیں اس کو اپنے اپنے رنگ میں مقتدا سمجھیں وہاں وہ اکیلا تینوں قوموں کے مقتداؤں کا مظہر ہونے کی وجہ سے تینوں قوموں کی وحدت کا باعث بھی ٹھیرے اور اس طرح آپس کے اختلاف مٹ جائیں اور اس حکم اور عدل پیشوا کی سب مل کر اطاعت کریں اگر ایسا ہو جائے تو ہندوستان کے سارے دکھ کٹ جاویں اور سارے آپس کے جھگڑے مٹ جائیں اور ہندوستانی کی ترقی اور بہبودی کے دن آجائیں یہ سچ ہے کہ جو بات حضرت مرزا صاحب نے نکالی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے اور جیسا اُن کو خدا نے وحی کی ہے کہ وہ کرشن مسیح اور مہدی ہیں۔ اگر اس کو لوگ مان لیں تو ہندوستان کے دن پھر جاویں اور لوگوں میں سچی مصالحت اور محبت اور گورنمنٹ سے سچی وفاداری پیدا ہو جائے اور پھر ہر ایک قسم کے فساد اور دکھ سے ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے۔ واقعی ہر ایک دکھ سے نجات کا ذریعہ اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے دنیا کے آگے پیش کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ بعض ایسے وجود دنیا میں بھی موجود ہیں۔ جو محض اپنی ذاتی وجاہتوں کیواسطے فرقہ بندیوں میں ہی خوش رہتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ اتفاق ہو اور دنیا کے دکھ کٹیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پھر کس مپرسی کی حالت میں جا پڑیں گے اور یہی ان کو منظور نہیں۔

یہ تقریر سنکر مجھے نہایت مسرت ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ خیر اگر خود غرض وجود دنیا میں ہیں تو آپ جیسے عالی خیال لوگ بھی خدا کے فضل سے دنیا میں موجود ہیں۔ نیکی کے کام کے لئے سعی کرنے سے ہمت نہ ہارنی چاہیئے خدا تعالیٰ نیکوں کا مددگار ہوتا ہے اور نیک آخر کامیاب ہوتے ہیں غرض اس ملاقات کا میرے دل پر خاص اثر ہوا اور ایمان بڑا تازہ ہوا۔ اے خدا کے برگزیدہ مسیح تجھ پر سلام۔ اے سچے نجات دہندہ تجھ پر سلام۔ تو نے جو کچھ عظیم الشان کام دنیا پر کئے ہیں وہ قیامت تک یادگار رہیں گے اور آسمان پر تارا ہو کر چمکیں گے۔ مگر آہ! آج قوم کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ وہ نہیں دیکھتے نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ مگر ان وہ جنکو خدا نے اپنے فضل سے بصیرت عطا فرمائی ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ اے قوم آنکھ کھول

در دیکھ اور سمجھ ورنہ پیچھے پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدا کے مسیح نے کیسا سچا شعر فرمایا ہے۔ ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

راقم - ایک احمدی از بھیرہ

---

# بدر خواتین

مورخہ ۳۰ - اپریل کے بدر میں مکرم بھائی احمد حسین خان صاحب کا مضمون ذیل کے عنوان پر دیکھا (میاں بیوی میں کیسا سلوک ہونا چاہیئے) چونکہ اس کا ایک حصہ مستورات کے متعلق ہے دیکھکر مجھے خیال آیا کہ میں بھی اپنی ناقص سمجھ کے مطابق کچھ عرض کر ہی دوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میرے قابل عزت بھائی ایڈیٹر صاحب اپنے زرین بدر کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر مشکور ممنون فرماویں گے۔

سب سے اول تو محترم بھائی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ وہ گلے ہے لبہ اس غریب فرقہ کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں اور جب کم فرصتی کے مرض سے افاقہ ہوتا ہے تو مستورات مضمون اپنی دلچسپی کے لحاظ سے عمدہ تھا مگر جو انہوں نے پہلا سین یعنے تصویر کا دوسرا رُخ دکھایا ہے وہ میرے تجربے اور مشاہدے کے بالکل برخلاف ہے مجھے تو کبھی یہ دیکھنے یا سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ مرد بیچارا مصیبت کا مارا محنت مزدوری کر کے پیسے کما لائے تو تبھی بچہ گودی میں اُٹھائے اور چولھے کے پاس بیٹھ کر ہنڈیا پکائے اور بچہ روئے چلائے اور وہ بیچارا سالن میں چمچہ ہلاتے بیوی پاس بیٹھی یوں ہی بڑبڑائے۔ میں نے یہ تماشا نہ دیکھا اور نہ (سوائے بھائی صاحب کی زبان کے) سنا۔ بالفرض اگر بھائی صاحب کو کبھی اس واقعہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو معدودے چند والا معاملہ ہے جسکو ہم تصویر کا دوسرا رُخ نہیں کہہ سکتے اور بیوی جو کہ اپنے شوہر کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتی ہے ضرور پاگل ہے۔ میں قسمیہ کہتی ہوں کہ اگر بچے پالنے کا بار عظیم مردوں کے سر پر پڑتا تو اس کی انجام دہی میں وہ سخت ہی بودے نکلتے۔ ان پرورش کے مشکلات کو پیش نظر رکھ کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ ماؤں کے پاؤں تلے بہشت ہے۔ اس آزمائش میں ثابت قدم رہنا عورتوں ہی کا کام ہے آخر میں بھائی صاحب نے یہ بھی نتیجہ نکالا کہ فریق اول کیوں ایسا تند خو اور بد مزاج ہے اور فریق ثانی کیوں ایسا حلیم بردبار ہے۔

آمدم برسر مطلب! اب میں یہ بتلانا چاہتی ہوں کہ میاں بیوی میں کیسا سلوک ہونا چاہیئے۔ میاں کا بیوی کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیئے جو کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حرم محترم کے ساتھ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر بیوی صاحبہ روٹی پکاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگ سُلگا دیتے۔ غرض ذرہ ذرہ کام میں بیوی صاحبہ کو امداد دیتے۔ جب میں ہندو۔ آریہ۔ عیسائی مذہب پر نظر عمیق ڈالتی ہوں تو بے اختیار بانی اسلام پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے کہاں ان کی حیاکش گناہ کا پیش خیمہ بے پردگی اور بے جا آزادی اور کہاں اسلام کا باعصمت اور باعزت رہنے کا عمدہ ذریعہ پردہ کون کہتا ہے مسلمان مستورات کے لئے پردہ قید ہے میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ پردہ بانی اسلام کا وہ بھاری احسان ہے جس کا ہم شکریہ نہیں ادا کر سکتیں اور جس کی نظیر کوئی اور مذہب نہیں دکھا سکتا۔ کہاں ہندوؤں اور آریوں کا مذہب کہ فرقہ اناث کو کشتنی سوختنی قابل سمجھا اور ان کی لڑکیوں نے ان کو دختر کشی اور رسی کرنے کا سبق دیا کہاں اسلام کی پاک تعلیم کہ مرد اور عورت کو ایک جیسے حقوق عطا فرما دیئے قرآن پاک نے دختر کشی وغیرہ کا قلع قمع کر دیا کیا انجیل دکھا سکتی ہے کہ اس نے عورتوں پر کیا کیا احسان کئے ہاں البتہ ایک احسان مذہب اسلام سے بڑھکر عیسائیت نے کیا ہے وہ کیا ہے بے جا آزادی جو ان کو خدا سے دور کرنے اور جہنم کے نزدیک کرنے کا بڑا عمدہ ذریعہ ہے وہ اسلام ہی ہے اور قرآن کریم ہی ہے جس کے فرقہ اناث پر ان گنت عنایات ہیں۔ قرآن کریم نے مستورات کو باپ کی اور خاوند کی جائیداد میں حصہ دلایا ہے۔ کیا کوئی مذہب اس کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔

میاں اور بیوی کا آپس میں ایسا سلوک ہونا چاہیئے کہ وہ ہر وقت ایک دوسرے پر خوش رہیں کبھی کوئی رنجش اور بدمزگی درمیان میں آنے نہ پائے اور یہ تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں آپس میں خالصاً لوجہ اللہ ہی نیک سلوک کریں بیوی اپنے میاں کی اس واسطے عزت اور محبت نہ کرے وہ مالدار خوبصورت یا ذی وجاہت ہے (کیونکہ مال وغیرہ کسی کی میراث نہیں) بلکہ وہ اس لئے اس کی عزت توقیر اور الفت کرے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور میں اپنے اللہ کو خوش کرنے

کے لئے میاں کی تابعداری کرنی ہیں ۔ میاں اپنی بیوی کے ساتھ اس کی خوبصورتی یا اس کے باپ کے ذی مرتبہ یا اس کو زیادہ جہیز وغیرہ ملنے کی وجہ سے حسن سلوک نہ کرے (کیونکہ یہ سب چیزیں جلدی فنا ہو جانے والی ہیں) بلکہ اس لئے کہ اللہ اور رسول کے احکام کی بجا آوری کی واسطے لطف اور مہربانی سے پیش آوے اور خوشنودی اللہ کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنے کے لئے کہ اس کے ساتھ محبت اور سلوک کرتا ہے تو مولی کریم اس کی محبت اور بھی دن بدن مستحکم اور مضبوط کرتا جاتا ہے ۔ اور ان کے مابین کسی قسم کا فساد وغیرہ ہو ہی نہیں سکتا اور اکثر اوقات دیکھا ہے ۔ کہ قال اللہ اور قال الرسول پر چلنے والے میاں بیوی میں بغض اور عناد نہیں ہوتا اور وہ ایک دوسرے کے حقیقی خیر خواہ اور جانی دوست ہوتے ہیں ایک عورت اور مرد کے درمیان فساد ہونے کا سب سے بھاری سبب یہ ہے کہ دین سے بے بہرہ مردوں کو چونکہ عاقبت کا خیال ہی نہیں ہوتا اور نہ دل میں خوف خدا ہوتا ہے اور نہ ہی جزا سزا اعمال پر ایمان ہوتا ہے ان کے اکثر اوقات چال چلن خراب ہو جاتے ہیں جس کا عورت سخت نوٹس لیتی ہے کیونکہ خداوند تعالے نے ان دونوں کو ایک دوسرے کا محافظ بنایا ہے اور مرد کو بُرا معلوم ہوتا ہے ۔ [illegible] جاتی ہے اس فتنہ اور فساد کا موجب خدا اور اس کے رسُول کی نافرمانی ہے ۔ دوسرا باعث فریقین کی ناچاقی کا یہ بھی ہوتا ہے کہ مذہب سے لاپرواہ مرد اپنی بیوی کو اس کے والدین کے متعلق طعنہ دیا کرتا ہے کہ [illegible] نے مجھے عمدہ کپڑے نہیں دئے زیور کم دیا ہے اور اس کے سامنے اس کے والدین کو بُرا بھلا کہتا ہے ۔ جس کی برداشت عورت نہیں کر سکتی اور اس طعن و تشنیع کی بدولت ناچاقی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور وہ اپنی عادت سے باز نہیں آتا اور نہ بندہ خدا اتنا سوچتا ہے کہ جن والدین نے اپنا پلا پلایا لخت جگر میرے حوالہ کر دیا ہے اور حسب توفیق جو کچھ میسر آیا ہے وہ بھی میری نذر کر دیا ہے اب میں ان بیچاروں کو بُرا کہوں اور غریب عورت کو جس نے آتے ہی اپنا تن من دھن مجھ پر نثار کر دیا ہو اور جس نے ماں باپ بہنوں ۔ بھائیوں اور خویش و اقربا کو ایک میری جان کے پیچھے پس پشت ڈالدیا ہے کیوں اذیت پہنچاؤں ۔ مگر یہ اس کی بے دینی کا قصور ہے ورنہ ہمارے بشیر و نذیر محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والثنار تو تاکیداً فرما گئے ہیں کہ بیوی کو اس کے میکے کی بابت بالکل کچھ نہ کہو ۔ میں دعوے سے کہتی ہوں ۔ کہ دیندار میاں بیوی میں کسی طرح کی ناچاقی و فوع میں آ ہی نہیں سکتی ۔ علاوہ بریں مستورات کو بھی اپنے شوہروں کی اعلےٰ درجہ کی تابعداری کرنی چاہیئے اور اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ خاوند کی ذرا سی نافرمانی [illegible] ہوتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے کہ اگر خدا کے بعد اگر کسی اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو عورت کو اللہ تعالےٰ حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اللہ تعالےٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور بزرگی دی ہے اور ان کو تاکید کی ہے کہ ان زیردستوں پر نظر عنایت رکھا کریں اس زمانہ میں جب کہ فرقہ اناث پر بے جا ظلم تعدی ہونے لگی اور ان کو پاپوشوں سے نسبت دی جانے لگی تو خداوند کریم نے مسیح موعود کو وہی رسُولی اخلاق دے کر دنیا میں بھیجا اور اس نے اس فرقہ کی عین موقعہ پر دستگیری کی ۔ میاں بیوی میں جیسا سلوک ہونا چاہیئے تھا اس کا عملی نمونہ دکھایا ۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت اقدس ساری عمر میں ایک دفعہ ام المومنین کو ذرا غصے ہوئے ہیں جس کا انہیں اب تک رنج ہے اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ کہاں جاہلوں کا مارنا پیٹنا اور کہاں حضرت [illegible] پچھتانا ۔

[illegible] دعوے سے کہتی ہوں کہ جس شخص میں احمدیت پوری سرایت کر گئی ہو اس کی بیوی کبھی اس سے ناخوش نہیں ہوتی کیونکہ وہ بموجب حکم خدا رسُول اور امام زمان کے اس کے حقوق کی نگہداشت کرتا ہے [illegible] پیدا ہونی ممکن ہی نہیں ۔

میری پیاری بہنو !! اگر تم چاہتی ہو کہ تمہیں دنیا میں ہی بہشت مل جاوے تو رو رو کر بدرگاہ مجیب الدعوات دعائیں مانگو ۔ کہ تمہارے خاندوں کو امام برحق شناخت حاصل ہو لے میرے دینی بھائیو !! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھروں کے تمام جھگڑے اور فساد رفع ہو جاویں اور یہاں جنتی زندگی شروع ہو اپنے تئیں کامل دینداری کا نمونہ بناؤ اور اس امام الزمان کی پوری پوری پیروی کرو تاکہ سب مشکلات دور ہوں اور بیوی بچوں کیطرف سے ذرہ بھی تکلیف نہ پہونچے خداوند ذوالجلال ان میری عاجزانہ گذارشوں پر ہر ایک کو کاربند ہونے کی توفیق عنایت کرے ۔ والسلام

آمین ثم آمین

راقمہ عاجزہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ

---

یہ نظم میرے عزیز دوست صاحبزادہ بشیر احمد کی ہو اللہ تعالےٰ ان کے خیالات میں برکت دے

بتلاؤ یہ کیا ہو رہا ہے
یہ کیا شور و غوغا ہے یہ کیا ہے
تحیّر کی یہاں ہر سُو وبا ہے
ہا کہ شہ رگی میں اپنی بڑھ گیا ہے

تجھے اے بے خبر کچھ بھی پتہ ہے
کہ اس دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے
سنبھل جلد کشتی سے باز آ جا
کہ آیا ایک مرد باخدا ہے
اُتر آیا ہے عیسیٰ آسمان سے
پتہ کچھ ہے تجھے کیا ہو رہا ہے
منوّر کر دیا تجھ کو خدا نے
دیا اللہ نے تجھ کو دیا ہے
یقیناً آ گیا وہ دن بھی اک دن
اُسکا مقتدا اک میرزا ہے
مسیحا میں ہوں بیمار محبت
شفا دے تیرے ہاتھوں میں شفا ہے
فدا ہو جاں ہماری تیرے در پر
یقیناً تو بروز مصطفےٰ ہے
میں اب تشنہ لبی سے مر رہا ہوں
پلا جلدی اگر کچھ ساقیا ہے
خدا کا برگزیدہ تو ہے [illegible]
لقب تیرا ہُوا خیر الورٰی ہے
ترے خادم نہ کیونکر پائیں عزت
پلا ان کو جو تجھ سا رہنما ہے
بڑا رتبہ خدا نے تجھ کو بخشا
ہُوا منکر کا تیرے روسیہ ہے
نہ کیوں کافور ظلمت کفر کی ہو
کہ تو بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ ہے
بھنور کا ڈر اسے کچھ بھی نہیں ہو
کہ اس کشتی کا تجھ سا ناخدا ہے
غرض کیا خوبیاں تیری بیاں ہو
مس جاں کے لئے تو کیمیا ہے
ترے دشمن کو پہونچے کیوں نہ ذلت
حمایت میں تمہارا تیری خدا ہے
مخالف تیرے اندھے ہو گئے ہیں
دلوں پر بھی اندھیرا چھا گیا ہے

## مراسلت

برادر اکمل فرد مکمل ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نظم لاہور کی قدر دانی کا شکریہ ہے یہ چند اشعار جو بدیہۃً و
ارتجالاً موزون ہو گئے ذری غور وخوض نہ زبان پر آگئے
ہین ندر مین چھاپ دیجئے اور یہی وقتاً فوقتاً خدمت ہوتی
رہیگی ۔ خاکسار ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ

اے اکملِ نکتہ دان سلامت
اے بلبلِ نغمہ خوان سلامت

لاہور کی نظم چھپ گئی ہے
کہتا ہون بصد زبان سلامت

تا دیر رہین مرے سخن کے
اللہ یہ قدر دان سلامت

سُنتا رہون صد مبارک اون سے
کہتے رہین مہربان سلامت

عیسےٰ کا بیان ہے جانِ ایمان
ایمان بجا ہے جاں سلامت

تاثیر دمِ مسیح سے مین
زندہ ہون ۔ مرا بیان سلامت

کہتا ہون و فورِ عشق مین مین
اے عیسئِ نوجوان سلامت

انوار شباب لوٹ آئین
حُسنِ رُخِ دلستان سلامت

زندہ رہے تیرا نامِ نامی
اسلام کی آستان سلامت

قندیل بہشت مین رہے جان
فردوس کا آشیان سلامت

اللہ رہے وہ زور بازو
اللہ کے پہلوان سلامت

دائم رہین جانشین ترے
اے مہدئ خوش بیان سلامت

غالب رہین تیرے نام لیوا
پیرو ترے میری جاں سلامت

ہو جلوہ نورِ دین جہان مین
اسلام کا شمعدان سلامت

اللہ رکھے بن کے ابن مہدی
مہدی کا یہ راز دان سلامت

قائم رہے باہمی اخوت
یہ مجمع دوستان سلامت

آباد رہے زمینِ اسلام
جب تک رہے آسمان سلامت

چھایا رہے ہم پہ ابرِ رحمت
رحمت کا یہ سائبان سلامت

آسیبِ خزان کفر سے ہو
ایمان کا گلستان سلامت

چشم بد غیر سے ہمیشہ
ہو گلشن قادیان سلامت

ثاقب نہ عدو رہے نہ اس کا
یہ تیر نہ یہ کمان سلامت

## ایک نئی نظم

یہ نظم میان محمود کی ہے ۔ اسی
نامکمل صورت مین پیش کرنے سے میرا یہ مقصود ہے تا لوگ دیکھین
کہ شاعری کو بطور پیشہ نہین اختیار کیا گیا بلکہ جب کبھی قلب پر خاص
کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس کا اظہار کر لیا جاتا ہے اور پھر یہ
خیال نہین ہوتا کہ اسے مکمل ہی کرنا ہے ۔

یا الٰہی رحم کر اپنا کہ مین بیمار ہون
دل سے تنگ آیا ہون اپنی جان سے بیزار ہون

بس نہین چلتا تو پھر مین کیا کرون ناچار ہون
ہر مصیبت کے اٹھانے کے لئے تیار ہون

ہو گئی ہین انتظارِ یار مین آنکھین سپید
اک بُتِ سیمین بدن کا طالبِ دیدار ہون

کرم خاکی ہون نہین رکھتا کوئی پروا مری
دشمنون پر مین گراں ہون دوستو پر بار ہون

کچھ نہین حال کلیسا و صنم خانہ کا علم
نشۂ جام مئے وحدت مین مین سرشار ہون

اس کی دوری کو بھی پاتا ہون مقام قرب مین
خواب مین جیسے کوئی سمجھے کہ مین بیدار ہون

کیا کرون جا کر حرم مین مجھ کو تیری ہی تلاش
دار کا طالب نہین ہون طالبِ دیدار ہون
صبر و تمکین تو الگ دل تک نہین باقی رہا

راہ الفت مین لٹا ایسا کہ اب نادار ہون
اب تو جو کچھ تھا حوالہ کر چکا دلدار کے
وہ گئے دن جبکہ کہتا تھا کہ مین دلدار ہون ۔

## ایک پرانی نظم

یہ نظم مدت سے لکھی ہوئی میرے بستے مین پڑی ہوئی تھی ۔

مین اپنے بخت پہ کسواسطے نہ ناز کرون
جناب حق مین نہ کیون خم سرِ نیاز کرون

حضورِ مہدی آخر زمان نصیب ہوا
تو نغمہ ہائے طرب کس لئے نہ ساز کرون

نہ ہو خلافِ شریعت تو ہی مری مرضی
مین اپنے کعبۂ دل کی طرف نماز کرون

اگر حوادث ارض و سما ستائین مجھے
تو دار امن و اماں ملجا و ملاذ کرون

ہزار سال کجا تیرہ سو برس کے بعد
نبی کا چہرہ جو دیکھا تو کیون نہ ناز کرون

خدا کے فضل سے اک ناخدا ملا ہے مجھے
نہ چاہیئے مجھے اندیشۂ جہاز کرون

علو شان جو عرشِ عظیم تک پہونچی
مین کس زمین مین تری مدح اب طراز کرون

مقابلہ مین تربے آگیا جو کوئی حریف
اسے نصیحتِ "اے ترک من تماز کرون"

سنائین آپ کو کچھ اپنا حالِ زار مگر
خلاف شیوہ عشاق کشف راز کرون

گنوا کے صبر کی مفتاح یہ تو ٹھیک نہین
درِ شکایتِ غمہائے قلب باز کرون

ملال طبع کا خطرہ ہے ورنہ ذوقِ سخن
یہ چاہتا ہے ابھی اور کچھ دراز کرون

مرا ہو مسکن و مدفن اسی جگہ یارب
جو کوئی آز کرون مین تو پھر یہ آز کرون

ہے ابتدا سے حقیقت پسند طبع میری
کبھی پسند نہ مین مسلکِ مجاز کرون

بروزیکہ مدینہ ہے قادیان موجود
غریب ہو کے مین کیون رہ حجاز کرون

دعا کرو کہ ہو نیکی کے کرنیکی توفیق
بدی سے صحبتِ بد سے مین احتراز کرون

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

# پیغام صُلح

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کا آخری پیغام پنجاب یونیورسٹی ہال میں بصدارت جناب جسٹس پرتول چندر چٹرجی صاحب جج چیفکورٹ پنجاب ہندو قوم کے مختلف فرقوں نے نہائت عزت و احترام کے ساتھ سُنا اس جلسہ کے حالات لکھنا میرا مقصد اس جگہ نہیں۔ میری غرض یہاں اس پاک منشار کے پورا کرنے کے متعلق بعض تجاویز پیش کرنا اور اس پر کوئی عملی کارروائی کرنا ہے جس نے حضور والا کو اس پیغام کے لکھنے پر تحریک دی اس مبارک پیغام کے متعلق جہاں تک میں اندازہ کر سکتا ہوں۔ ہندو قوم کے مختلف خیالات ہیں اکثر تو ان میں سے ابھی غور کر رہے ہیں کہ اس پیغام کو کیا جواب دیا جاوے لیکن علے العموم غیر مذہب اس پیغام کے بعد اس پاک طینتی اور وسعت خیالی کو تسلیم کر گئے ہیں۔ جو مقدس راقم پیغام کی ایک لازمی سیرت تھی اس پیغام سے آریہ سماج نے کسی قدر اختلاف کیا ہے درحقیقت وہ لوگ سوائے وید کے کسی اور کتاب کو الہامی کتاب ہونے کی عزت اگر دیں گے تو گویا وہ سماجک عمارت کے ایک بھاری بنیاد کو خود ہلا دیں گے اس لئے ان سے فی الفور اتفاق کی امید رکھنا کسی قدر مشکل ہے۔ البتہ ان میں اکثر اس حد تک تو طیار ہیں۔ کہ وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عزت کی نگاہ سے آئندہ دیکھیں اور انہیں بدکلامی سے یاد نہ کریں اور انہیں ایک اولوالعزم انسان مانیں اور مفتری نہ کہیں۔ ہاں جناب رسالتمآب کی نبوت کا قائل ہو جانا سردست مشکل ہے۔ سناتن دھرمی فرقہ میں ایک حصہ تو اس وقت بھی جناب خاتم الانبیاء کو خدا کا فرستادہ ماننے کے لئے بموجب شرائط پیغام صلح طیار ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس کی تعداد تھوڑی ہے۔ باقی حصہ اس فرقہ کا بھی ابھی کسی خاص نتیجہ پر نہیں آیا۔ البتہ یہ ایک عام خواہش ہے۔ کہ کوئی راستہ آپس میں صلح و صفائی کا نکل آوے۔ بہرحال میں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ اس وقت تک یہ مبارک پیغام علے العموم ملک کے لئے مبارک ہی سمجھا گیا ہے اور عام خواہش ہے کہ کسی ایک سمجھوتے پر فریقین آکر [illegible] ملک کے تنازعات کو دور کریں۔ یہ ایک نہائت خوشی کا مقام ہے کہ جناب رسول اکرم صلوٰۃ اللہ علیہ کو پیغام صلح کے بعد اولوالعزم انسان اور ایک صادق انسان ماننے کی خواہش عام طور پر ظاہر ہو رہی ہے۔ ہمیں اس وقت نہ نتیجہ کے لئے کوئی گھبراہٹ دکھلانی چاہیئے اور نہ کسی عجلت کی ضرورت ہے ابھی تو ہمارا پیغام ملک ہند کے ہزارویں حصّہ تک بھی نہیں پہونچا۔ سب سے پہلا ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ہم اس پیغام کو ملک کے ہر ایک گوشہ تک پہونچا دیں۔ ہندو قوم کا کوئی طبقہ نہ رہے جس کے معتدبہ آدمی اس لکچر کو نہ دیکھ لیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ تو عنقریب ملک میں ریویو کے ذریعہ شائع ہو ہی جاوے گا۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ اس پیغام کی اردو۔ انگریزی۔ بنگلہ۔ سندھی ناگری کاپیاں ہزار در ہزار پھیلائی جاویں اور پھر آپ دیکھیں کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ .. .. .. .. ..

.. .. اور یہ یاد رکھیں کہ اس پیغام صلح کی شرائط کے مخالف اگر کوئی ہو سکتے ہیں تو سماجک لوگ ہی ہوں گے تاہم میں جس قدر کامیابی اس لیکچر کی لاہور جیسے شہر میں باوجود سماجک مخالفت کے دیکھتا ہوں۔ مجھے بہت کچھ خدا تعالےٰ کی ذات پاک سے اُمید ہے کہ اس پیغام کے ذریعہ اس ملک کا غیر اسلامی حصّہ بہت جلد جناب رسالتمآب کے آستانہ پر سر نیاز رکھنے والا ہے اس لئے میں نے سردست ارادہ کیا ہے کہ اس پیغام کی ۵ ہزار اور کاپیاں چھاپ کر مفت ہندو قوم میں تقسیم کی جاویں۔ لاہور کی جماعت نے دو ہزار کاپیاں پھر چھپوا دی ہیں اور اس میں سے صرف چند صد کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ اس دو ہزار میں سے نصف کے قریب مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اب آئندہ کے لئے میں نے اپنے بیس۱ پچیس۲ دوستوں کو لکھا ہے کہ وہ کم وبیش ایک ایک صد کے قریب کاپیوں کا خرچ بھیجدیں۔ چنانچہ بعض سے میں نے سردست مطالبہ کر لیا ہے اور وہ میری خاطر بھیج ہی دیں گے۔ لیکن میرے دل میں آج یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ میں اس نیک کام میں اور دوستوں کو بھی شامل کروں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمارے دوست عام طور پر کم از کم ایک ایک روپیہ کی کاپیاں خرید کر کے اپنے اپنے شہر میں ہندو احباب کی خدمت میں پہونچا دیں یہ ایک کار خیر ہے اور ہمارے دوست بہت آسانی سے اس پر عمل کریں گے میرا ارادہ ہے کہ اب کے اس پیغام صلح کے شروع میں چند ورق صلح اور آشتی کے جناب مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کے متعلق بھی لگا دوں اس لکچر کی قیمت دراصل کوئی نہ ہوگی صرف جس قدر لاگت اس کی اصلی ہوگی اسی حساب سے جسقدر کاپیاں ایک یا دو روپیہ میں آ سکیں گی ان احباب کو برائے تقسیم بھیجدی جاویں گی جو میری اس تجویز پر عمل کرنا پسند فرماویں گے۔ ایسا ہی میرا ارادہ ہے کہ جب انگریزی میں طبع ہو تو پیغام صلح والا حصہ ایک ہزار الگ طبع کرا لیا جاوے اور اسے بھی مُفت تقسیم کیا جاوے لہذا ان احباب کے علاوہ جن کو میں نے الگ الگ خطوط لکھے ہیں میں اس چٹھی کے ذریعہ دیگر خادمان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ضرور اپنے پاکٹ خرچ میں سے کم از کم ایک آدھ کو الگ کر کے یا تو مجھے ابھی بھیجدیں یا مجھے اس تحریر سے پندرہ دن کے اندر اندر اطلاع دیں کہ پیغام صلح کے طبع ہونے پر ایک یا زیادہ روپے کی کاپیاں وی۔ پی کر کے میں انکی خدمت میں بھیجدوں میرا خیال ہے کہ پانچ چھ پیسہ کے قریب ایک کاپی پر خرچ ہوگا اور اس کا حجم شاید اسّی۸۰ صفحہ کا ہو جاوے۔ اگر میرے دوست اس تجویز پر کثرت سے پابند ہوں تو ہم کو انگریزی ترجمہ کی مفت اشاعت میں بہت آسانی ہوگی قادیان سے واپس جا کر میں [illegible] اس کی کاپی لکھوانی شروع کر دونگا اور دس دن تک انتظار کر کے اس کو چھپوا دونگا ان دس دنوں میں کم کاپیاں چھپوا دوں لیکن اگر ان دس دنوں کے اندر ہمارے احباب نے اس نیک کام میں میری مدد دی۔ اور مجھے اطلاع کثرت سے دی تو ممکن ہے کہ اس کو دس ہزار تک میں چھپوا لوں۔ میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ اس طریق کی اشاعت کے علاوہ ہندوستان کے شہروں میں جلسہ کر کے اس پیغام کو سنایا جاوے۔

میرے دوستو! جہاں تک میں ملک کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہوں یا جہاں تک میں اس وقت تک لاہور کا اندازہ کیا ہے آپ یقین رکھیں کہ ملک اس پیغام کو قبول کرنے کے لئے طیار ہو چکا ہے اگر مخالفت کسی جگہ ہے تو وہ سماجک کیمپ میں ہے اور وہ کیمپ اصل میں بہت ہی محدود ہے اور پھر اس کا اثر پنجاب سے باہر بہت کم ہے۔

اُمید ہے کہ بہت جلد میرے احباب اس میری تجویز کا جواب بواپسی بھیج دیں گے جن جن احباب سے میں نے ذاتی تعلقات کی وجہ سے مطالبہ پیش از یں کر لیا ہے ان کے دیگر ہموطن خدام سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اب اس تحریر کے مخاطب نہیں رہے اس تحریر کا دراصل مخاطب ہر ایک ایسا احمدی بھائی ہے کہ جو علاوہ ضروریات خانگی ایک روپیہ یا کم از کم ہر ماہ میں آسانی کے ساتھ اپنے دیگر زائد ضروریات مثلاً میوہ جات یا آرائش و سامان یا دیگر غیر ضروری باتوں میں خرچ کیا کرتا ہے میں یہ امر بھی ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس کام کے لئے ہمارے دوست چندہ جمع کریں میں اس کے ذریعہ

# ثناء اللہ کی پریشانی



اہل حدیث مورخہ ۲۹۔ مارچ ۱۹۰۷ء کے مضمون کا جواب ایڈیٹر الحکم نے الحکم مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں دیا ہے جس کا جواب الجواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں اس طور سے دیا ہے کہ الحکم کی عبارت نقل کرکے اس کے مختلف فقروں یا الفاظ پر نمبر لگائے ہیں اور ان نمبروں کی پابندی کے ساتھ مختلف ریمارکس کئے ہیں اپنے مضمون نمبر ا میں میں یہ ظاہر کر چکا ہوں کہ ان سلسلہ مضامین میں مولوی صاحب کے دیگر اعتراضات کا جواب اس وقت نہیں دونگا۔ صرف حضرت صاحب کی وفات کے متعلق مضمون پر بحث کرونگا اسی لئے الحکم مطبوعہ ۳۱۔ مارچ کا صرف اسی قدر ضروری حصہ نقل کرنا چاہتا ہوں۔ جس پر مولویصاحب کے نوٹ مضمون اور ان کے متعلق ہیں اور باقی وہ تمام نوٹ جن میں بیجا طعن وطعن غیر متعلق فضول گوئی یا گالی گلوچ شامل ہیں ترک کر دیتا ہوں۔ الحکم کی عبارت حسب ذیل ہے جو اہل حدیث کی عبارت نقل کرنے کے بعد بطور جواب لکھی گئی تھی اس مضمون میں سے بیجا طعن وتشنیع چھوڑ کر جس کے جواب کی ضرورت نہیں اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اسپر خدا تعالےٰ کی قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس مباہلہ کے واسطے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں اس مضمون کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور بیشک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے علاوہ اون کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹے ہونے کی حالت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہیں خدا سے مانگیں۔ لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اور اون کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اس واسطے باوجود اس قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کی

جو ہمیشہ ثناء اللہ سے ظہور میں آتی ہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے پھر بھی اس پر رحم کرکے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپکر شائع ہو جائے اور اُمید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ تعالےٰ یہ کتاب شائع ہو جاویگی اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں اور دوسو سے سوا آسمانی نشانات بھی لکھے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیجدی جاوے گی اور وہ اس کو اول سے اخیر تک بغور پڑھ لے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جسمیں ہم یہ ظاہر کردینگے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں۔ کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنت اللہ علی الکاذبین مولوی ثناء اللہ نے اس مضمون کی نقل کرتے ہوئے مختلف جگہ نمبر لگائے ہیں جن کی کل تعداد ۹ ہے انمیں سے صرف نمبر ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۸۔ ۹ کو مضمون رواں سے تعلق ہے۔ انہیں کو میں نقل کرتا ہوں۔ نمبر اول دوم سوم چہارم میں آپنے بالکل سفید جھوٹ سے کام لیا ہے کیونکہ میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا بلکہ آپنے یا آپکے حکم سے آپکے تابعدار مُرید ایڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کھانے کے لئے کہا جس کو میں نے منظور کیا پھر افسوس ہے کہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا بس ہوش سے سنیئے۔ اور مخلوق کو دہوکہ دیجئے میں نے جو کہا ہے وہی کہیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دروغگوئی سے کام نہ لیجئے۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے آپکو دعوت دی ہے بلکہ آپکی دعوت کو منظور کیا ہے۔ نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا ہے۔ قسم اور ہے اور مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گوؤں کا کام ہے اور کسی کا نہیں"

نمبر ۸۔ میں بھی آپنے اپنے دجال ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ خواہ مخواہ اپنی قسم کا ذکر کر دیا۔ اے جناب ہم نے آپکو کب قسم کھانے کے لئے کہا ہم تو نہ آپ کو قسم کھلاتے ہیں نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے ہیں۔ خواہ آپ تو قسم کھا رکھدیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیں تو قرآن میں آپ کی قسم پر اعتبار کرنے سے منع کیا گیا ہے پھر ہم آپ کو کیوں قسم دیں اور کیوں اعتبار کریں ان آپنے ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا اسلئے ہم تمہارے کہنے سے قسم کھانے کو تیار ہیں

نمبر ۹۔ یہی فضول ہے۔ ہم تو اسی وعدہ پر قائم ہیں جو ہم نے ۲۹۔ مارچ کے اہلحدیث میں شائع کیا ہے جس کو آپنے بھی منظور کیا۔ زائد باتوں کو ہم آپ کی فضول گوئی جانتے ہیں جب کتاب آپ کی نکلے گی تو اس کا جواب بھی دیا جائیگا سردست تو جہاں سے بات چلی ہے وہ یہ ہے کہ آپکے کہنے کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ قسم کے الفاظ بھی ہم نے لکھ لئے ہیں اور آپنے منظور کر لئے ہیں۔ باقی فضول"

ان ریمارکس کے اخیر میں مولویصاحب اپنے کل مضمون کا لب لباب منفصلہ ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ جہاں سے بات چلی ہے اس کو یاد کیجئے اس کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں مگر پہلے یہ بتادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ تمہارا تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ تم معمولی معمولی واقعات کو اپنی پیشگوئی کی صداقت بتلایا کرتے ہو"

ثناء اللہ کے اس جواب کو جب ناظرین بغور سے پڑھیں گے تو اونکو معلوم ہو جائے گا کہ کل کا لب لباب ادن فقروں میں ہے۔ جن پر میں نے خط کھینچدیا ہے۔ یعنے یہ کہ مولویصاحب نے مباہلہ کے لئے نہیں بلایا ہے مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں اور اس کا نتیجہ بھی ابھی تک اون کو نہیں بتلایا گیا ہے اس لئے وہ دریافت کرتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

اب ناظرین کو چاہیئے۔ کہ میرے سابقہ مضمون نمبر ا اور اس کو ملاکر غور کریں اور دیکھیں۔ کہ اوّلاً مولویصاحب کو بالمقابل قسم کے واسطے بُلایا تھا اور صاف الفاظ میں لکھا گیا تھا۔ کہ تا معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے بھی الحکم والے مباہلہ کے دعوے کو منظور کر لیا تھا لیکن اب وہ مباہلہ کی تعریف بیان کرکے مباہلہ سے انکاری ہیں لیکن ناظرین کو یہ معلوم کرکے تعجب ہوگا کہ آگے چلکر مولوی صاحب نہ اپنی اس تعریف کا جو انہوں نے مباہلہ کی بابت خود بیان کی ہے کچھ لحاظ کریں گے اور گو ابھی تک وہی کہتے ہے

ہیں کہ ہمیں اس کے نتیجہ سے اطلاع دو اور اسی کو پھر دہرائیں گے
لیکن اپنے ان بیانات پر بھی وہ قائم نہیں رہیں گے اور خود
ان کی اپنی تحریرات ان کی پریشانی کا ثبوت دیں گی جو غور کرنے
والوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا اور وہ سمجھ لینگے
کہ مامور کے مخالف کس حالت میں گرفتار ہیں۔

اشتہار مطبوعہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء جو الحکم مورخہ ۱۰-اپریل
اور بدر میں بھی حضرت صاحب کی طرف سے شائع ہوا تھا اور جس
کی سرخی تھی "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" وہ اشتہار ہے
جس کی بناء پر ثناء اللہ نے حضرت صاحب کی وفات کے متعلق
یہ اشتہار نکالا ہے جو میرے اس مضمون کا محرک ہوا ہے۔

۲۶-اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں "قادیانی کرشن
جان ٹھہر اچھڑاتے ہیں" کے سرخی سے ثناء اللہ صاحب نے ایک
مضمون لکھا تھا۔ جس میں چند تمہیدی فقروں کی بعد حضرت صاحب
کے مذکورہ بالا اشتہار کو نقل کیا گیا تھا اور پھر اس کا جواب بات مختلف
نمبروں میں دیا تھا۔ اس مضمون کے تمہیدی الفاظ مفصلہ ذیل
ہیں۔

"کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے واسطے بلایا جس کا
جواب اہل حدیث ۱۹-اپریل ۱۹۰۷ء میں مفصل دیا گیا جس کا خلاصہ
یہ تھا کہ میں حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اٹھانے کو
تیار ہوں۔ بشرطیکہ تم پہلے بتلا دو۔ کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا
اس کے جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے جو بقول
شخصے سوال از آسمان جواب از ریسمان" یہ ہیں مولوی صاحب
کے تمہیدی فقرے اصل مضمون پر بحث کرنے سے پہلے ان
تمہیدی فقروں کی ہم پڑتال کرنا چاہتے ہیں۔ اس جگہ مولوی
صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "خاکسار کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔
جس کا جواب اونہوں نے اہل حدیث ۱۹-اپریل ۱۹۰۷ء
میں مفصل دیا ہے۔ لیکن جس جواب کا اس جگہ حوالہ دیا گیا ہے
اور جس کی نقل میں سابقہ نمبر ۲ میں دے چکا ہوں اس میں صفحہ ۲
کالم ۱ سطر ۲۲ پر یہ فقرے بطور جواب کے موجود ہیں۔ "میں نے
تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے
ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مباہلہ پر قسمیں کھائیں
وغیرہ وغیرہ"۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ کسی واقعہ کا نام اگر
ہم مباہلہ رکھیں تب تو ثناء اللہ کے نزدیک جھوٹے بے ہوش
بدحواس اور خبطی ہیں۔ لیکن ثناء اللہ ایک ہی ہفتہ کے بعد اسی
واقعہ کو مباہلہ بیان کرے تو اپنے واسطے کوئی نام تجویز نہ کرے
کیا یہی مولویت ہے۔ اب ثناء اللہ کو چاہیئے کہ ان میں سے
نصف نام ہی اپنے واسطے تجویز کر کے شائع کر دے تاکہ ہر ایک
شخص اس کی ایمانداری کا قائل ہو سکے۔ ہم اس بات کے منتظر ہیں
کہ جھوٹا بے ہوش بدحواس اور خبطی جو مباہلہ کا لفظ سننے
کے سبب سے وہ استعمال کر چکے ہیں ان میں سے کون
کون سے معزز نام اپنے واسطے تجویز کرتے ہیں اور اس
اختلاف کو کس طرح اٹھاتے ہیں۔ ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے
کہ ان تمہیدی الفاظ میں ثناء اللہ نے مباہلہ کا لفظ سہواً
نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے مضامین پڑھنے سے مجھے یہ
معلوم ہوا ہے کہ یہ اس شخص کی عادت ہے۔ کہ ہمارے متعلق
جس مضمون پر قلم اٹھاتا ہے اوس میں جس موقعہ پر گالیاں
دینے اور لعن طعن کرنے کا اوسے موقعہ مل سکتا
ہے وہ کسی موقعہ کو اٹھا نہیں رکھتا ہے۔ اوّلاً چونکہ ایڈیٹر
الحکم نے مباہلہ کا لفظ استعمال کیا تھا اور جیسا کہ مضمون نمبر اول
میں میں ظاہر کر چکا ہوں گو اصل میں ان کا ایسا لکھنا بجا تھا
لیکن اس ٹکسالی مولوی نے جو ہر قسم کی نکتہ چینیوں کا ٹھیکیدار ہے
اس بات کو گوارا نہ کیا اور کس قدر گالیاں دینے کے بعد لکھا
کہ تم اس کا نام مباہلہ کیوں رکھتے ہو۔ مباہلہ کی تعریف تو یہ ہے۔
لیکن دوسرے ہی ہفتہ میں جب کہ واقعات وہی تھے اس مضمون
پر پھر لکھنے بیٹھے تو گالیاں دینے کیواسطے کچھ اور خیال
دماغ میں پیدا ہوا جس کے سبب سے جھٹ اسی معاملہ کو
مباہلہ بنادیا۔ ثناء اللہ اپنی اس خلاف بیانی کو انشاء اللہ تعالیٰ
ہرگز رفع نہیں کر سکے گا اس لئے کہ اس کا سبب سوائے
مامور من اللہ کی مخالفت کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ثناء اللہ نے
تحریرات میں میں دیکھتا ہوں کہ عرصہ دراز سے یہی رویہ اختیار
کر رکھا ہے۔ اس موقعہ پر بھی اس نے یہی خیال کر لیا ہوگا کہ
کہ جو جی میں آوے لکھتے جاؤ۔ کون میری تحریر کی اس قدر
گہری نظر سے پڑتال کرنے بیٹھے گا لیکن اسے یاد رکھنا
چاہیئے۔ کہ آلہی ارشاد۔ "انی مہین من اراد اہانتک"
بالکل سچ ہے اور اپنے اپنے وقت پر ہر ایک دار کو
اس میں سے حصہ مل جاتا ہے اور اسی طرح سے ملتا رہیگا
ورنہ اس کو غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں وہ خود ہی مباہلہ
کی تعریف بیان کر کے ہمیں گالیاں دے چکا تھا۔ اور اس
کی بیان کردہ تعریف کے موافق دوسرے واقعات بھی پیش
نہیں آئے تھے تو صرف ایک ہی ہفتہ کے بعد کس طرح سے
یہ لکھ دیا گیا کہ (خاکسار کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا) یہ خدا کا
فضل ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ کے مخالف اور مقابل کو ذلیل
کرنے کے واسطے خود انہی کے ہاتھوں سے کیسے کیسے
سامان مہیا کرا دیتا ہے۔ ایک دفعہ پھر میں مولویصاحب سے
کہتا ہوں کہ اپنی تحریرات میں جا بجا حضرت صاحب کے
اختلافات (اپنے زعم کے موافق) آپ نے بیان کئے ہیں
میں ان میں سے ان چند اختلافات پر جو مضمون زوال کے
سلسلہ کے میں لکھے ہیں۔ روشنی ڈالوں گا۔ لیکن آپ
نے اطمینان ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ جا بجا حضرت صاحب
کی بابت ظاہر کیا ہے کہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط الحواس ہے
اس لئے ایسے اختلافات ظہور میں آتے ہیں لیکن آپ تو نوجوان
ہیں اس لئے مخبوط الحواس بھی نہیں ہو سکتے پھر اس پریشانی کی
کیا وجہ ہے۔ محض اس سبب سے کہ آپ اس اختلاف کا سبب
سہو بیان کریں اور ہمیں دوبارہ اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت
پیش آوے ہم یہ بھی ظاہر کر دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا کے علاوہ
مفصلہ ذیل مقامات پر بھی انہی واقعات کو آپ نے مباہلہ کے
نام سے تعبیر کیا ہے جو آپ کی تعریف بیان کردہ کے مطابق
مباہلہ اس وقت تک نہیں ہوا تھا۔

مرقع بابت اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲ سطر ۹ پر لکھا ہے کہ
آپ نے مجھے مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ پھر اہل حدیث مطبوعہ
۱۵-شوال ۱۳۲۵ صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۱۷ پر لکھا ہے "ہمارے
مباہلہ کا اثر آپ پر پورا ہوا۔"

پھر اشتہار مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۸ء پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے
کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہیں کیا تھا۔

ثناء اللہ کو یہ ضرور چاہیئے کہ جب ان اختلافات کو مٹانے
کی کوشش کرے تو ساتھ ہی اپنے اون الفاظ کو جن میں مباہلہ کی
تعریف بیان کی ہے اور دوسرے ہمارے بیان کردہ امور کو
ضرور مدنظر رکھے تاکہ نتیجہ فیصلہ کن ہو۔ صرف مرقع یا اہل حدیث
کے ناظرین کو خلاف واقعہ بیانات سے خوش کر دینا مدنظر نہ ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مذکورہ بالا تمہیدی فقروں میں
ایک اور بات بھی بحث طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ مولویصاحب کو ابھی تک
اس حلف یا مباہلہ کے نتیجہ سے اطلاع نہیں ہوئی ہے اسلیئے
سے وہ دریافت کرتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا میں اس کے
متعلق بھی آگے چل کر بحث کرونگا اس وقت سرسری طور پر صرف
اس لئے میں نے اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ ناظرین اس بات
کو ذہن نشین رکھیں تاکہ اصل موقعہ پر صحیح نتیجہ پر وہ بہ آسانی
پہونچ سکیں۔ اور ثناء اللہ کی پریشانیوں کو دیکھ کر اس سے
عبرت حاصل کریں۔

اب میں پھر اصل مقصد کیطرف رجوع کر کے ظاہر کرنا چاہتا
ہوں۔ کہ مذکورہ بالا تمہیدی فقروں کے بعد مولویصاحب
نے حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو نقل کیا
ہے چونکہ وہ اشتہار الحکم اور بدر کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے
اس کو دوبارہ اس جگہ نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے
مولویصاحب کے جواب کی ضروری حصہ کو آئندہ
مضمون میں نقل کر کے مفصل بحث کرونگا۔

حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کا
جواب مولویصاحب نے ۲۶-اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث

مین، نمبرون مین لکہا ہے ان مین سے نمبر چہارم پنجم اور ششم جو بالکل فضول ہین اور ان کی طرف توجہ کرنے کی چنداں ضرورت نہین ان کو ترک کرنے کے بعد باقی جواب مولویصاحب کا حسب ذیل ہے - جواب اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہین کہ جہوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے اس جواب مین آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے اول یہ کہ اس دعا کی منظوری مجہہ سے نہین لی - اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا - دوم یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہین کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہین ہے بلکہ محض دعا کے طور پر ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے تو تمہارے دام اُفتادہ خس کم جہان پاک کہکر یہ عذر کرینگے کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہین تہا بلکہ محض دعا تہی یہ بہی کہدینگے کہ دعائین تو بہت سے نبیون کی بہی قبول نہین ہوئی بلکہ وہ آپ ہی کی دعائین مین بہت سی مثالین دیدینگے کہ قبول نہ ہوئین - آپنے ۳ سال کے اندر فیصلہ ہوجانے کی دعا کی تہی - جو قبول نہ ہوئی - حالانکہ آپنے لکہا تہا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو مین آپ کو کافر مردود کذاب اور دجال سمجہونگا جس کی تفصیل گذشتہ نمبر مین ہو چکی ہے - سوم یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر مین مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگون پر کیا حجت ہو سکتی ہے جبکہ مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علی گڈہی اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسیطرح سے مرگئے - تو کیا لوگون نے آپکو سچا مان لیا ہے ٹہیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بہی ہو گیا تو کیا نتیجہ -

ہفتم - آپنے اپنے پہلے گذشتہ مضمون مندرجہ اہل حدیث ۱۹ - اپریل کو فقرہ نمبر ۶ مین لکہا تہا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہین اور ان کی ہر وقت ہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت مین نہ پڑے - مگر اب آپ کیون میری ہلاکت کی دعا کرتے ہین - مرزائیو تبلا سکتے ہو یہ تہافت اور تخالف کیون ہے ایک ہی ہفتہ مین اتنا اختلاف کیون پیدا ہو گیا ہے لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً"

مذکورہ بالا جواب کے اخیر مین مولویصاحب نے اپنے کل مضمون کا خلاصہ اور نتیجہ وغیرہ بیان کیا ہے جسپر مجہو زیادہ وضاحت سے بحث کرنی ہے اس لئے اول مین مذکورہ بالا جواب پر نمبروار مختصر بحث کرتا ہون تاکہ ناظرین ساتہ ساتہ واقعات کو اچہی طرح سے سمجہتے جاوین

اول - میرے سابقہ مضامین مین ناظرین دیکہہ چکے ہین کہ اہلحدیث مورخہ ۲۹ - مارچ ۱۹۰۷ء مین مولویصاحب نے کس قدر مستعدی ظاہر کرکے لکہا تہا کہ انہین ہمارے سامنے لاؤ جس نے رسالہ انجام آتہم مین مباہلہ کے واسطے درخواست دی تہی مباہلہ کے لئے اسی مستعدی کو دیکہہ کر حضرت صاحب کیطرف سے اشتہار ۱۵ - اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا گیا تہا کہ اسی طرح سے ثناء اللہ بہی بالمقابل اپنی قسم کو شائع کرے مولوی صاحب کی اس مستعدی کی تردید یا مزید تشریح جو مولوی صاحب کو بعد مین سوجہی تہی حضرت صاحب کو ۱۵ - اپریل ۱۹۰۷ء کا اشتہار شائع کرنے سے پہلے نہین پہنچی تہی اس لئے مولویصاحب کی ترمیم کردہ خیالات کے موافق کسی منظوری کی ضرورت نہین تہی اس مین تسک نہین ہے کہ الحکم ۱۴ - مارچ ۱۹۰۷ء کا جواب دیتے ہوئے مولویصاحب نے ۱۹ - اپریل کے اہلحدیث مین انجام آتہم والی دعوت مباہلہ کا ذکر ترک کرکے یہ ضرور لکہا تہا - کہ ہم آپ کی قسم کا اعتبار نہین کرتے اور نہ آپ کو قسم کہلاتے ہین اور یہ مباہلہ نہین ہے بلکہ مین (ثناء اللہ) قسم کہانے پر آمادہ ہون - لیکن حضرت صاحب کا ۱۵ - اپریل کا اشتہار الحکم مطبوعہ ۱۷ - اپریل کے ہمراہ یعنے ثناء اللہ کے ۱۹ - اپریل والے مضمون سے پہلے جسین انکی ترمیم کردہ شدہ ارادہ کو شائع کیا تہا قادیان سے شائع ہو چکا تہا یہی وجہ ہے کہ مولویصاحب کے ان جدید خیالات کی بابت اس اشتہار مین اشارہ تک بہی نہین ہے - دوم - یہ حضرت صاحب کی صداقت کا نشان ہے کہ ہمیشہ جب الہام کے ذریعہ کسی سے مباہلہ کرتے تہے تو اس کا ذکر بہی کر دیتے تہے اور اس موقعہ پر چونکہ الہام الٰہی نہین ہوا تہا اسلئے صاف طور پر اس کا بہی اظہار کر دیا - اب رہی آپ کی یہ نکتہ چینی کہ یہ کارروائی چونکہ الہام کی بنا پر نہین ہے اس لئے حجت نہین ہو سکے گی یہ اس وقت درست ہوتی جبکہ آپنے اُن پیشگوئیون پر جرح وقدح نہ کی ہوتی جو الہام کی بنا پر کی گئی تہین اور پوری بہی ہو گئی تہین رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون پر عیسائی مصنفون نے بہت کچہہ نکتہ چینیان کی ہین لیکن اگر ان کی نکتہ چینیون سے آپ کی اعتراضات کا مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہو جاوے کہ آپنے ان کے بہی کان کاٹے ہین اور آپ کا نمبر ان سے کئی درجہ آگے ہے -

سوم یہ آپکی خوش فہمی ہے دنیا مین آجتک کبہی کسی نبی کے ساتہ ایسا نہین ہوا کہ اس کی پیشگوئی سے تمام نے ان کو سچا مان لیا ہو البتہ بہت سے سعید ہر ایک واقعہ سے فائدہ اٹہا لیتے ہین یہی حال ڈوئی وغیرہ کی پیشگوئی کا ہے کہ بہت سی سعید روحون نے اس سے فائدہ اٹہایا - البتہ راستی کے دشمنون اور نکتہ چینی کے ٹہیکیدارون نے نہ کبہی پہلے فائدہ اٹہایا اور نہ اب فائدہ اٹہا سکتے ہین - ہفتم اس نمبر کو فضول سمجہہ کر میرا ارادہ تہا کہ اسے ترک کر دون اسلئے کہ مضمون رواں سے اس کو کچہہ تعلق نہین ہے لیکن مولویصاحب نے اس مین احمدیون کو خاص طور پر مخاطب کرکے جواب طلب کیا ہے اسلئے مینے ضروری سمجہا کہ ان کی خاطر سے ناظرین پر ان کی مولویانہ منطق کا اظہار کر دیا جاوے تاکہ ہمارے متضاد مضامین پیش کرکرکے مولویصاحب جو بغلین بجایا کرتے ہین ان کا نمونہ بہی معلوم ہو جاوے کہ وہ کس حیثیت کے ہوتے ہین -

ایڈیٹر الحکم نے لکہا تہا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہین انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت مین نہ پڑے اس پر مولویصاحب لکہتے ہین کہ آپ کیون میری ہلاکت کی دعا کرتے ہین گویا الحکم کی اس تحریر اور حضرت صاحب کی دعا مین باہمی تخالف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین کی بہی بڑی خواہش تہی کہ کوئی شخص ہلاکت مین نہ پڑے لیکن جب راستی کے دشمنون نے تلوار اٹہائی اور تلوار کے ذریعہ سے ہلاک کرنا چاہا تو مجبوراً رحمۃ للعالمین کو بہی مقابلہ کے لئے تلوار اٹہانی پڑی جسکے ذریعہ سے انکی ہلاکت واقع ہوئی اگر مولویصاحب اسوقت موجود ہوتے تو ضرور اعتراض کرتے کہ رحمۃ للعالمین ہو کر لوگونکو تلوار سے ہلاک کیون کرتے ہو مولویصاحب یاد رکہو اس خدا کے رسول کی یہی خواہش رہی اور ضرور رہی کہ کوئی ہلاکت مین نہ پڑے - کفر کے فتوے - مال غصب کر لینے اور خدا جانے کیسے کیسے فتوے اس کے متعلق لگائے ایک عرصہ تک معمولی طور پر جواب دئے گئے تاکہ حجت پوری ہو اور کوئی ہلاکت مین نہ پڑے لیکن جب ہلاک کرنے کے لئے قلم اور زبان کے استعمال کرنے کا کوئی پہلو اس کے مقابلہ مین باقی نہ رکہا گیا تو مجبوراً دوسری طرز پر زبان اور قلم ہی سے مقابلہ کرنا پڑا - اور اس طرح سے اس کے رحیم و کریم ہونے مین کسی قسم کا حرف نہین آسکتا اور ہرگز نہین آسکتا - مولویصاحب وقتاً فوقتاً اسی قسم کی خلاف بیانیان لکہتے رہتے ہین جنین سے یہ ایک میری مضمون کے راہ مین آ گئی ہین ایسی صاف اور سیدہی بات کو تسلیم کرکے کس قسم کی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہین - مولویصاحب کے نمبر اول والے فقرون کے متعلق جو کچہہ مجہے لکہنا تہا وہ مین لکہہ چکا ہون اور اسوقت تک جو کچہہ لکہا گیا ہے اس کی غرض صرف یہ تہی کہ ناظرین تمام واقعات پیش آمدہ کو اچہی طرح سے ذہن نشین کر لین تاکہ اصل مضمون اور مقصد کو سمجہین جیسا آیندہ نمبرون مین مولویصاحب کے ہی قرار دادہ اصولون کے موافق بحث کرونگا آسانی ہو اور وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ جاوین نیز مولویصاحب کی پریشانیون سے عبرت حاصل کرین - باقی آیندہ

عبدالعزیز احمدی دہلوی - از گجرانوالہ

---

ملہ اگرچہ یہ فقرہ اس قابل نہین کہ اس کیطرف توجہ کیجاوے لیکن دکہانا صرف یہ ہے کہ یہ ناخدا ترس مولوی کس قدر ظالم طبع اور اعتراضات کا ٹہیکیدار ہے کہ کسی حالت مین بہی نکتہ چینی کئے بغیر نہین رہ سکتا ہے حضرت صاحب کے مضمون اور اس جواب کی سطرین ہی اگر گن لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اسکے بیمار کس کا حجم اگر گنا نہین تو ڈیوڑہا تو ضرور ہے لیکن بد ذر و حسد دیدہ ہوشمند والا معاملہ ہے -

# آئینہ صداقت

مولفہ مفتی محمد صادق ایڈیٹر بدر قادیان

اس رسالہ مین حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات پر جسقدر اعتراضات مخالفین نے کئے ہین ان سب کے جواب دئے گئے ہین اور آپکی کامیاب زندگی کے دلائل دئے گئے ہین اور دوسری اخبارات اردو انگریزی مین جو کچھ آپ کی وفات پر رائے زنی کیگئی ہی اسکو درج کیا گیا ہے اور آپکی وصال پر جو تاریخین لکھی گئی ہین اون کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ اور اخیر مین آپ کی تعلیم کا نمونہ دکھایا گیا ہے جیبی تقطیع پر اس رسالہ مختصر کو ۱۲۸ صفحہ مین چھاپا گیا ہے ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ اسے اپنے پاس رکھے اور دوسرے لوگون مین تقسیم کرے تاکہ لوگون کے دلون سے اعتراض دور ہوکر روشنی پیدا ہو بہ سبب جلدی کے رسالے کے چھپوانے پر غیر معمولی اخراجات اُٹھانے پڑے ہین باوجود ان سب باتون کے قیمت صرف ڈیڑھ آنہ فی رسالہ رکھی گئی ہے لیکن ایک روپیہ مین ۱۶ رسالے بھیجے جائینگے غیر احمدیون کو صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر ایک رسالہ بھیجا جائے گا۔

## ایڈیٹر کی ڈاک

چونکہ مخدومی ایڈیٹر صاحب (مفتی محمد صادق) ۱۰ تاریخ ماہ جون ۱۹۰۸ء کو جلسہ پیغام صلح لاہور پر رہے تھے اور وہان سے وطن کو بھیرہ چلے گئے اور واپسی پر سرگودہ۔ ڈنگہ۔ لالہ موسے۔ گجرات وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ گجرانوالہ لاہور مین تقریرین کرنے کے واسطے انکو ٹھہرنا پڑا اس عرصہ مین انکی تمام ڈاک قادیان مین جمع ہوتی رہی ہے امید ہے کہ احباب کے دوست خطوط کا جواب نہ مل سکنے کی وجہ سے آگاہ ہوکر انہین معذور سمجھین گے۔

## اطلاع

بعض مشکلات کے سبب شاید اگلا پرچہ اخبار بدر کا شائع نہ ہوسکیگا۔

## رسید زر

۲۴۔ اپریل ۱۹۰۸ء — بابو فضل کریم صاحب ۲۰۲۲ للعہ
حامد حسین ۹۱۰ ۸/عہ — ۲۔ مئی ۱۹۰۸ء
خدا بخش صاحب ۱۹۶۹ عہ — چودہری محمد علی خان صاحب ۱۳۳۰ للعہ
احمد شیر خان صاحب ۲۴۳ عہ — مولوی علی محمد صاحب ۳۱۵ عہ
حاجی امیر الدین صاحب ۹۸ عہ — اسمٰعیل جان معرفت زین الدین صاحب ۶۱ للعہ
۲۵۔ اپریل ۱۹۰۸ء
بابو کریم بخش صاحب ۱۱۰ للعہ — عبد القادر صاحب ۲۱ ۱۶ عہ
فتح محمد صاحب ۱۹۳ عہ — ۶ مئی ۱۹۰۸ء
۲۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء — قاضی عبد الرحیم صاحب للعہ
خواجہ حفیظ اللہ صاحب ۲۰۲۱ عہ — نذر محمد صاحب ۵۳۸ ۸/
محمد عظیم صاحب ۱۰۲ عہ — ۷ مئی ۱۹۰۸ء
۳۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء — امام الدین صاحب ۲۰۳۵ عہ
چودہری رحمت اللہ صاحب ۱۹۵۸ عہ — رکن الدین صاحب ۱۴۲۱ عہ
فیض محمد صاحب ۳۹ عہ — محمد حبیب اللہ صاحب ۱۵ عہ

۹۔ مئی ۱۹۰۸ء — ۱۰ و ۱۱ جون ۱۹۰۸ء
منشی فیروز علی صاحب ۲۹۶ للعہ — عبد العزیز صاحب ۱۱۵۲ عہ
سید معین الدین صاحب ۱۵۹۹ عہ — پیر خان محمد قریشی ۲۰۳۰ عہ
فتح محمد صاحب ۸/عہ — عبد الرحمان صاحب ۳۰۴۱ للعہ
۱۴ تا ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء — فضل کریم صاحب ۲۸۹ عہ
ناظم علوم الاسلام للعہ — فقیر محمد صاحب انسپکٹر ۱۹۸ عہ
محمد حسین صاحب ۳۲۱ عہ — عبد الحق صاحب ۱۲۵۴ عہ
حامد حسین صاحب ۹۱۱ عہ — ۱۳۔ جون ۱۹۰۸ء
محمد دین پٹواری ۹۹۴ عہ — منشی عالمگیر صاحب اوورسیر عہ
محمد حسین صاحب ۱۳۱۴ للعہ — محمد صدیق صاحب میڈیکل اسسٹنٹ عہ
پیر محمد تخت ہزارہ عہ — ۱۵ تا ۳۰ جون ۱۹۰۸ء
۱۸ تا ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء — محمد حسین صاحب ۳۲۱ عہ
سید عابد حسین صاحب ۱۲۸۲ عہ — عبد المجید صاحب ۲۰۵۱ ۱۱/عہ
قادر خان صاحب ۸۲۸ عہ — چودہری میر باز خان صاحب ۲۰۴۲ للعہ
بابو محمد عمر صاحب ۱۲۹۷ للعہ — محمد علی خان صاحب ۲۰۱ عہ
ملک محمد بخش صاحب ویسٹرن آسٹریلیا صمہ — چودہری نتھے خان صاحب ۹۹ عہ
چودہری نتھے خان صاحب ۲۰۲۹ للعہ
منور علی صاحب ۱۹۸ عہ — گلاب الدین صاحب ۵۳ ۱۰/
خیر الدین صاحب ۷۴۳ عہ — قائم علی صاحب ۱۷۹۶ ۸/عہ
عبد الرحمن صاحب ۸/عہ — کرم رسول صاحب ۱۲۶۴ ۸/عہ
محمد اکبر خان ۶۱۷ للعہ — باغ الدین صاحب ۸۶۷ للعہ
دولت خان صاحب ۲/للعہ — عمر الدین صاحب ۲۰۰۵ عہ
محمد اسمٰعیل صاحب ۵۶۴ لسے — امام خان صاحب ۷۷۱ للعہ
جلال الدین صاحب ۴۲۰ عہ — مہدی حسن صاحب ۱۷۳۶ ۱۰/عہ
مستری غلام محی الدین صاحب ۲۰۴۶ عہ — رحمت اللہ صاحب ۱/
قمر الدین صاحب ۲۰۵۱ ۱۲/عہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ۳۸ للعہ — عبد الرحمٰن صاحب عہ
محمد عبد الرحمٰن صاحب ۴۵ ۸ ۶/ — مراد بخش صاحب ۳/
احمد دین صاحب ۱۵۲ عہ — اللہ داد صاحب ۷۰۱ ۱۲/عہ
یکم جون ۱۹۰۸ء — عبد العزیز صاحب ۱۸۱۳ ۱۰/عہ
عبد الرحمٰن صاحب بجاب — عبد الرحمٰن صاحب عہ
قاضی بدر الحسن صاحب ۲۰۴۵ للعہ — غلام احمد صاحب ۱۴۷ ۲/للعہ
عبد اللہ صاحب ۱۵۴۴ عہ
۵۔ جون ۱۹۰۸ء — محمد اسمٰعیل صاحب ۲۰۵۲ للعہ
حامد علی کیپٹر یدہ کلکتہ عہ — میر بشارت علی صاحب ۲۰۵۳ ۸/عہ
یکم جولائی ۱۹۰۸ء
غلام احمد صاحب للعہ — ولی اللہ صاحب ۲۰۱۵ عہ
ملا ۲۰۴۷ عبد الحق عہ — غلام النبی صاحب ۱۶۸۸ عہ

## ہمارے ہمعصر

(گذشتہ اشاعت سے آگے) برہمچارک لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب کا وجود ان کے تین چار لاکھ مُریدوں کے لئے نہایت مبارک تھا۔ کیونکہ اونہوں نے اپنے مریدوں کی زندگی پر بہت غیر معمولی اثر ڈالا۔ اگرچہ ہم مرزا صاحب مرحوم کی تمام مذہبی تعلیم اور خیالات سے کُلّی اتفاق نہیں رکھتے اور نہ ان کے دعووں کو درست سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق و شرافت ایک بہت بڑے پایہ کے انسان تھے ان کے بہت سے مریدوں سے ہمارا تعارف ہے اور ہم ان کی زندگیوں پر مرزا صاحب کی زندگی کا اثر صاف طور پر دیکھتے ہیں۔ ہم ان کی وفات کو ایک قومی نقصان خیال کرتے ہیں اور اون کے لکھو کھہا مریدوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں اور مداحوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

یونین گزٹ لکھتا ہے۔ مرزا صاحب کی وہ اعلیٰ خدمات جو اونہوں نے آریاؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ مرزا صاحب نے مناظرہ کا بالکل رنگ بدل دیا تھا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریا اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریاؤں اور عیسائیوں کے مذہب کے رد میں لکھی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دئے ہیں آجتک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہمنے تو کہیں دیکھا نہیں۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بدتہذیبی سے ان کو یا پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں اور کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا نہ دے سکتے ہیں اگرچہ مرحوم پنجابی تھے مگر اون کے قلم میں اس قدر قوت تھی۔ کہ آج سارے پنجاب میں بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں تھا۔ ایک پُر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اون کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتے تھے تو نپے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اگرچہ مرحوم کے اُردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ[۱] اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی ان کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی ان کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اردو علم ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہونچی کہ سوائے خال خال[۲] مقام کے ان کا اُردو لٹریچر ستھرا اور پاک ہو گیا ہے مرحوم نے اگرچہ باقاعدہ تعلیم عربی علم ادب میں اور صرف و نحو کی کہیں حاصل نہیں کی۔ تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی کہ وہ بے تکلف عربی لکھ لیتے تھے اور عربی بولنے میں انکو ذرا تامل نہیں ہوتا تھا۔ مرزا صاحب نے جو نمایاں ترقی اپنی قوت بازو سے حاصل کی۔ اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملیگی۔ ان کے مریدوں میں عامی اور جاہل ہی لوگ نہیں ہیں بلکہ قابل اور لائق۔ گریجوایٹ یعنی بی۔ اے ایم۔ اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی بھی ہیں موجودہ زمانہ کے ایک مذہبی پیشوا کے لئے یہ کچھ کم باعث فخر نہیں ہے کہ قدیم اور جدید تعلیمیافتہ ان کے مرید ہو جاویں۔ مرزا صاحب ترقی کے انتہائی عروج پر پہونچ گئے تھے اپنے ارادے کے پورے اور مستقل مزاج تھے مرزا صاحب کا اونے ادنے سے کر اعلے تعلیم یافتہ مریدوں تک کچھ ایسا تھا کہ اون کی ہر حرکت پر اور اون کے ہر لفظ پر اور ان کے ہر دعوے پر آمنّا و صدقنا کی صدائیں اون کے مریدوں میں سے بلند ہوتی تھیں۔ ان ہی آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ مرحوم کو اپنی زندگی میں خدا کیطرف سے کتنی کامیابی نصیب ہو گئی تھی۔

[۱] ابھی! اُردو کئی زبانوں عربی فارسی وغیرہ سے مرکب ہے اگر اس میں پنجابی بھی ہو تو کیا حرج ہے

[۱] اس کا ثبوت؟ [۲] یوں کہیے کہ آپ نے تحدی کے ساتھ عربی کتابیں شائع کیں مگر کوئی ان کا معارضہ نہ کر سکا۔

---

## مدرسہ الٰہیات

جناب ایڈیٹر صاحب بدر۔ تسلیم۔ جناب مولوی نور الدین صاحب کی یہ تحریک کہ قادیان میں اس مقصد کے لئے ایک مدرسہ کھولا جائے کہ موجودہ ضروریات کے لحاظ سے اشاعت اسلام کے لئے کامیاب واعظ طیار کرے اس قابل ہے کہ تمام مسلمان بہت تپاک قلب سے اس کا خیر مقدم کریں۔ میں بھی الحمد للّٰہ مسلمان ہوں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس تجویز کے متعلق میری جو رائے قائم ہوئی ذیل میں ظاہر کرتا ہوں۔ یہ تجویز کسی خاص فرقہ سے وابستہ ہونے کے لائق نہیں اور گو اس کی نسبت انتظامی سررشتے زیادہ تر بزرگان قادیان کے ہاتھ میں رہیں لیکن زیادہ مناسب ہے۔ کہ مشترکہ فرض کے لئے مشترکہ سامان امداد سے اس مبارک تجویز کی تکمیل بہ سرانجام پہونچے پس میں تحریک کرتا ہوں کہ اگر بزرگان قادیان کو قومی سرمایہ سے مقصد پورا کرنے کی تجویز پسند ہو تو اس امر کا اعلان کر دیا جاوے کہ جو نیک دل اور روشن خیال مسلمان اشاعت اسلام کے کام میں شریک ہونا چاہیں انہیں اس کا موقعہ دیا جائے گا۔ نیز ایک مفصل اشتہار کے ساتھ مجوزہ درس گاہ کے مقاصد کی وضاحت کر کے ہر مسلمان پر خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو ظاہر کر دیا جائے۔ کہ کن اصولوں کی بنا پر اشاعۃ اسلام کا کام جاری ہوگا تاکہ بجائے خود اس کے لئے اس بات کا فیصلہ آسان ہو جائے کہ اسے اس مقدس اور مبارک مشن میں شریک ہونا چاہیے یا اِسے بھی اسی نظر اختلاف سے دیکھنا چاہیے جس نے ہمارے بہت سے قومی مقاصد تباہ کر دیئے ہیں میرے نزدیک کامیابی کے طریق میں تھوڑا سا فرق ممکن ہو مگر عام حیثیت سے مخالفین پر اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جو اسلوب اختیار کیا جا سکتا ہے وہ ضرور اس لائق ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں اس سے ایک کیتھولیٹی کی بنیاد قائم ہو جائے اس دعوے کی دلیل ہمارے مخالفین کا وہ لٹریچر ہے جو انہوں نے ہمارے مقابلہ پر طیار کیا ہے اور جن کا جواب مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ اور لیاقت کے مختلف درجوں سے قطع نظر ایک ہی صورت کا دیا گیا ہے۔ بہر حال اظہار خیالات اور تبادلہ آرا کے لئے مناسب ہے کہ آپ اس مختصر عریضہ کو بدر میں درج کر کے مجھے ممنون فرماویں۔

راقم۔ مسلمان

---

## رشتہ کی ضرورت

زمیندار۔ معقول روزگار ہو۔ احمدی ہو پہلے کوئی بیوی نہ رکھتا ہو۔ مستورات سے زمینداری میں امداد نہ لیتے ہوں فضول رسومات کے پابند نہ ہوں۔ ضلع سیالکوٹ۔ گجرات۔ گجرانوالہ جہلم کے رہنے والوں میں سے ہو۔ کچھ تعلیمیافتہ بھی ہو۔ ان اوصاف کے بست سالہ نوجوان لڑکے کے رشتہ کے لئے مجھ سے خط و کتابت کی جائے۔ بہت جلد۔ پندرہ بیس روز مہلت ہے

اکمل قادیان

---



میاں معراج الدین عمر کیلئے بدر پریس قادیان میں مینیجر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا